Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ — یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ ۹ وفا ۱۳۵۳ھش ۹ جولائی ۱۹۷۴ء	نمبر ۱۵۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۹ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"فلو کی تکلیف ابھی چل رہی ہے اور بخار بھی ہو گیا ہے۔"

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مایوسی کو قریب نہ آنے دو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث میں مذکور دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ ۔۔۔ الخ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"شریعتِ اسلام جو کہ عین فطرتِ انسانی کے مطابق خالقِ فطرت خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس میں اس دعا کے ذریعہ سے ان رذائل سے بچنے کی کوشش کرنے اور بچ نکلنے کی تعلیم دی گئی ہے اور سکھایا گیا ہے کہ کسی ایک ناکامی سے ایسا متاثر ہونا اور اسی کے ہمّ و حزن میں مبتلا اور قید ہو کر ایسا رہ جانا کہ آئندہ کوئی ترقی ہی نہ کر سکے نہ اسلام کا منشاء ہے اور نہ مسلمانوں کی راہ۔ بلکہ مسلمان ایسی بودی روکوں اور کچی رکاوٹوں کی پرواہ نہ کر کے اَلْخَیْرُ مَا وَقَعَ کے پاک مقولہ کی یاد سے شاد ہوتا ہوا آئندہ ترقیوں کی تدابیر میں بڑی بلند پروازی اور اطمینان سے کوشاں ہو جاتا ہے۔ اور مومن ایسا ہوشیار ہوتا ہے کہ کامیابی کے کل وسائل اور پاک اصول کو وہ خود مہیّا کرتا اور پھر ان سے کام لینے کا کوئی بھی دقیقہ اور کسر باقی نہیں رہنے دیتا۔

غرض اس دعا کی تہہ میں ایک باریک قسم کی تعلیم ہے جو مسلمانوں کو حد درجہ کا ہوشیار، چالاک اور شجاع بناتی اور سستی اور کاہلی سے نفرت دلاتی ہے۔

میں ان لوگوں کو جو حضرت اقدس کی اتباع میں ہمارے ساتھ شامل ہیں خصوصیت سے تاکید کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ۔۔۔ اگر تم بھی علم میں اور عمل میں، دین میں اور ایمان میں اپنا اعلیٰ نمونہ نہ دکھاؤ اور یہ ثبوت نہ دو کہ واقعی تم نے خدا کی طرف قدم اٹھائے ہیں بے نظیر ترقی کی ہے اور تمہارے افعال تمہارے اقوال تمہارے ظاہر تمہارے باطن تمہاری زندگی کی موجودہ روش، لباس، پوشاک، خوراک اس امر کی پکار کر گواہی نہ دے اٹھیں کہ واقعی تم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے اور تمہارے اعمال کی پاکیزگی تمہارے ایمان کے انتہا مضبوط اور غیر متزلزل ہونے اور تمہارے معتقدات کے صحیح ہونے پر شاہدِ ناطق نہ ہو اور تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک نور اور ما بہ الامتیاز پیدا نہ ہو جاوے تو بڑے ہی افسوس اور شرم کا مقام ہے۔"

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روحانی حیات بخشنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت ارفع و اعلیٰ اور بے نظیر نمونہ دکھایا

آپ کی پاک نظر نے صحابہؓ کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ انہوں نے وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جن کی نظیر نہیں ملتی

"قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں اُس ذات کامل الصفات نے دکھلایا جس کا نام نامی محمدؐ ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ سارا قرآن اوّل سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسولؐ اس وقت بھیجا گیا تھا کہ جب تمام قومیں دُنیا کی رُوح میں مر چکی تھیں اور فسادِ رُوحانی نے برّ و بحر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس رسولؐ نے آ کر نئے سرے سے دُنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا۔ اگر کوئی منصف فکر کرے کہ جزیرہ عرب کے لوگ اوّل کیا تھے اور پھر اس رسولؐ کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے اور کیسی ان کی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی اور کس صدق و صفا سے انہوں نے اپنے ایمان کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کو چھوڑنے اور اپنے مالوں اور عزّتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے سے ثابت کر دکھلایا تو بلاشبہ ان کی ثابت قدمی اور ان کا صدق اور اپنے پیارے رسولؐ کی راہ میں ان کی جانفشانی ایک اعلیٰ درجہ کی کرامت کے رنگ میں اس کو نظر آئے گی۔ وہ پاک نظر ان کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے اور انہوں نے فنا فی اللہ ہو کر صدق اور راست بازی کے وہ کام دکھلائے جس کی نظیر کسی قوم میں ملنا مشکل ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے عقائد کے طور پر حاصل کیا تھا وہ یہ تعلیم نہ تھی کہ کسی عاجز انسان کو خدا مانا جائے یا خدا تعالیٰ کو بچوں کا محتاج ٹھہرایا جائے بلکہ انہوں نے حقیقی خدائے ذوالجلال جو ہمیشہ سے غیر متبدّل اور حیّ و قیّوم اور ابن اور اب ہونے کی حاجات سے منزّہ اور موت اور پیدائش سے پاک ہے بذریعہ اپنے رسول کریمؐ کے شناخت کر لیا تھا اور وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند مینار پر کھڑے ہو گئے تھے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۰۴ تا صفحہ ۲۰۷)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۹ ماہ وفا ۱۳۵۳ھ

ہمارا ایک خصوصی شعار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ ماہ وفا ۱۳۵۳ھش (مطابق ۵ ماہ جولائی ۱۹۷۴ء) کو خطبۂ جمعہ میں احباب جماعت کو یاد دہانی کے طور پر جو بیش بہا نصائح فرمائیں ان میں سب سے پہلی اور اہم نصیحت یہ ہے کہ ہم احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرض کی رُو سے ہمیشہ رائج الوقت قانون کے پابند رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ رہیں گے خواہ حالات کچھ ہی صورت کیوں نہ اختیار کریں ہر صورت اور ہر حال میں قانون کا احترام اور اس کی پوری پوری پابندی ہمارے لئے ایک شہری فریضہ ہی نہیں بلکہ ایک مقدس مذہبی فریضہ کی بھی حیثیت رکھتی ہے اس لئے بہرحال ہم اس فریضہ کو کماحقہٗ ادا کرنے کے پابند ہیں اور انشاء اللہ العزیز ہم ہمیشہ اس فریضہ کو کماحقہٗ ادا کرتے رہیں گے۔ اس فریضہ سے سرِمُو انحراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسلام کی بنیادی تعلیم کی رُو سے حکومتِ وقت کی اطاعت اور رائج الوقت قانون کی پوری پوری پابندی اور اس کا احترام ایک ایسی بات ہے جو ہمارے جسم کے ریشہ ریشہ اور رُوح کے ہر ہر حصہ میں رچی ہوئی ہے۔ ہم کسی صورت اور کسی حال میں بھی اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ یہ وہ امر ہے جسے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی تعلیم کے بنیادی اصولوں کو خلاصہ کے طور پر بیان کرتے ہوئے بڑے شدّ و مد کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس کی پابندی کو ہمارے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس ضمن میں رقم فرمایا:-

"ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں:-
اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اُس کی اطاعت اور عبادت میں مشغول رہنا، اُس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اُس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا، اور اُس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا، اور اُس کو واحد لاشریک جاننا اور اُس کیلئے پاک زندگی رکھنا، اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اُس کا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اُس کو تمام رُوحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔

دوم یہ کہ تمام بنی نوع کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیرِ سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے... جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالفِ امن امور سے دُور رہنا جو اُس کو تشویش میں ڈالیں۔
یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھانے چاہئیں۔"
(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے صاف عیاں ہے کہ تعظیم لامر اللہ، شفقت علیٰ خلق اللہ اور حکومتِ وقت کی اطاعت اور اس کے رائج کردہ قانون کی پابندی وہ تین بنیادی اصول ہیں جن پر مقدس مذہبی فریضہ کے طور پر جماعت احمدیہ اوّل دن سے کماحقہٗ عمل پیرا ہے اور ہمیشہ عمل پیرا رہے گی۔ ان تین اصولوں سے انحراف کا اس کے لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان تینوں بنیادی اصولوں کو اختصار سے بیان کرنے کے علاوہ آپ نے اپنی تصانیف اور ملفوظات میں ان پر بار بار تفصیل سے روشنی ڈالی ہے تاکہ ان سے سرِمُو انحراف کا امکان باقی نہ رہے۔ جہاں تک ان میں سے تیسرے بنیادی اصول یعنی حکومتِ وقت کی اطاعت اور قانونِ وقت کی پابندی کا تعلق ہے آپ نے اسے اسلام کی پُرحکمت تعلیم کے عین مطابق ایک ایسے محکم، اٹل اور غیر مبدّل قانون کی شکل دی ہے کہ جس میں تخلّف کی قطعاً گنجائش نہیں۔ وہ قانون یہی ہے کہ انسان جس حکومت کے تحت زندگی بسر کر رہا ہو اُس کی اطاعت کو لازم پکڑے اور ایسے امور کے قریب بھی نہ پھٹکے جو امن کے خلاف ہوں۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ قانون کی رُو سے قائم شدہ ہر حکومت اس حکومت کی رعایا کے لئے اولی الامر ہے اور ہر انسان پر جو اُس حکومت کے زیرِ سایہ آباد ہے اُس کی اطاعت اور اُس کے نافذ کردہ قوانین کی پابندی فرض ہے۔ مثال کے طور پر ان سب امور کی وضاحت کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب "شہادت القرآن" میں فرماتے ہیں:-

(۱) "اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر احسان اٹھاوے، اس کے ظلِ حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اس کے سلوک اور مروّت کا ایک ذرہ شکر نہ بجالاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبولؐ کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ ادا کریں اور منعم کا شکر بجالاویں اور جب کبھی ہم کو موقع ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بہ دلِ صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بہ طیبِ خاطر معروف اور واضح طور پر اطاعت اُٹھا دیں۔"
(حاشیہ صفحہ ۹۴)

(۲) "خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر یہ ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آتا ہے۔" (صفحہ ۸۰)

(۳) "جس بادشاہ (اولی الامر) کے زیرِ سایہ ہم باامن زندگی بسر کریں اسکے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے۔ ...
کیا اسلام کی یہ تعلیم ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اُس پر آگ برسائیں اور جو ہمیں روٹی دے اُسے پتھر ماریں۔ ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا جو احسان کرنیوالے کے ساتھ بدی کا خیال بھی دل میں لاوے۔" (صفحہ ۸۲،۸۱)

الغرض اسلامی تعلیم کی رُو سے حکومتِ وقت کی اطاعت اور اس کے نافذ کردہ قانون کی پوری پوری پابندی جماعت احمدیہ کا ایک محکم اصول ہے اور وہ اس پر اوّل دن سے بہ صدقِ دل عمل پیرا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خلفائے سلسلۂ احمدیہ بھی جماعت پر اس محکم اصول کو بار بار اور بہ تکرار واضح کرتے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی مسلسل تلقین کرتے چلے آرہے ہیں اور جماعت بحمداللہ تعالیٰ اس اصول پر دلی صدق اور اخلاص کے ساتھ کاربند ہے اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی ہمیشہ کاربند رہے گی کیونکہ خود اسلامی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاکیدی نصیحت کی رُو سے جماعت احمدیہ اور اس کے افراد کیلئے حکومتِ وقت کی اطاعت اور قانون کی پابندی ایک اٹل اور غیر مبدّل اصول کی حیثیت رکھتی ہے اور اس پر کماحقہٗ عملدرآمد جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی شعار ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جولائی ۱۹۷۴ء میں احباب جماعت کو یاد دہانی اور اعادہ کے طور پر اسی خصوصی شعار کی طرف ہی توجہ دلائی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نماز کی اہمیت اور اس کے فوائد

از افادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳)

نماز روحانی جسم کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے جس طرح ایک بیمار جسم محض یہ کہہ کر موت سے بچ نہیں سکتا کہ وہ بیمار ہے اور بیمار ہونے کی وجہ سے وہ روٹی نہیں کھا سکتا۔ اسی طرح ایک روحانی جسم بھی یہ کہہ کر موت سے نہیں بچ سکتا کہ وہ بیمار ہے اور نماز نہیں پڑھ سکتا۔ باوجود اس کے کہ ایک شخص بیمار ہے اور کھانا نہیں کھا سکتا۔ مثلاً اس کے گلے میں ورم ہو گیا ہے یا معدہ خراب ہو گیا ہے یا معدہ غذا کو اپنے اندر رکھ نہیں سکتا یا غذا کو فٹ بال کی طرح دھکیل دیتا ہے یا منہ کی طرف سے پھینک دیتا ہے یا کوئی رسولی پیدا ہو گئی ہے۔ یا سرطان پیدا ہو گیا ہے اور غذا معدہ میں ٹھہرتی نہیں بلکہ قے ہو جاتی ہے یا غذا معدہ کے اندر جاتی نہیں یا انتڑیوں میں کوئی بیماری لاحق ہے جس کی وجہ سے انتڑیوں میں غذا ٹھہرتی نہیں یا پچتی نہیں۔ پھر بھی عقل یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ مرے گا نہیں۔ اس لئے کہ روٹی کے بغیر انسانی جسم بچ نہیں سکتا اسی طرح باوجود اس کے کہ ایک شخص کسی عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا وہ مرے گا۔ بعض لوگ عدم فراست کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ وجہ جائز ہے اس لئے نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ حالانکہ ان کا یہ خیال درست نہیں وجہ جائز ہو یا ناجائز نتیجہ ضرور نکلے گا۔ تم اپنے سر پر اپنی کمائی سے خریدا ہوا تیل لگاؤ یا چوری سے حاصل کیا ہوا تیل لگاؤ سر ضرور چکنا ہو گا۔ یہ نہیں کہ اپنی کمائی سے حاصل کردہ تیل سے سر چکنا ہو جاتا ہے اور چوری کے تیل سے سر سوکھا رہ جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اپنی کمائی سے حاصل کئے ہوئے کپڑے سے تمہارا جسم ڈھک جاتا ہے اور چوری کئے ہوئے کپڑے سے جسم ننگا رہتا ہے۔ کپڑا اچھا ہے چوری کا ہو یا اپنی کمائی سے خریدا ہوا اس سے جسم ڈھک جائے گا۔ جب اپنی کمائی سے خریدے کپڑے سے جسم ڈھک جاتا ہے۔ اسی طرح چوری سے حاصل کئے ہوئے کپڑے سے بھی جسم ڈھک جاتا ہے۔ نتیجے دونوں کے ایک سے ہوں گے۔ روٹی کا نہ کھانا تو انسان کبھی کبھی برداشت کر سکتا ہے۔ مثلاً وہ خیال کر سکتا ہے کہ اگر وہ مر جائے گا تو کیا ہو گا۔ اسے اگلے جہان میں تو زندگی مل جائیگی یعنی اسے موت کے بعد اگلے جہان کی زندگی مل جاتی ہے۔ لیکن روحانی موت کا کوئی قائم مقام نہیں۔ جسمانی موت کے متعلق تم کہو گے کہ سارے لوگ مرتے ہیں ہمیں موت آجائیگی تو کیا ہوا۔ اگلے جہان میں ہمیں زندگی مل جائے گی۔ لیکن اگر ہمیں روحانی موت آجائے۔ تو تم کیا کرو گے روحانی موت کا تو کوئی قائم مقام نہیں۔

پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقع ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کرتا ہوں اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے اگر میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا۔ ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے اپنی بدیوں میں ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقعہ ہاتھ سے نہیں گیا ایک تسمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند ہو اور پھر اس کی اصلاح کا کوئی موقعہ نہ رہے خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بداعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقعہ ہے مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔

...... جو آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آ سکتا کہ یہ کہا جا سکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں ہے

...... نماز کو سنوار کر پڑھنے والا اور ان شرائط کو ملحوظ رکھنے والا جو اللہ تعالیٰ نے اور نبی نے نماز کیلئے مقرر فرمائی ہیں اپنے اندر فوراً ایک تبدیلی پاتا ہے اور زیادہ دن نہیں گذرتے کہ اس کے اندر ایک ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اُسے بدیوں کی شناخت ہو جاتی ہے اور پوشیدہ در پوشیدہ بدیوں پر اسے اطلاع دی جاتی ہے اور مخفی در مخفی گناہوں کا علم جو دوسروں کو نہیں ہوتا اسے دیا جاتا ہے اور وہ کو اسے ہر موقعہ پر ہوشیار کر دیتے ہیں کہ دیکھنا یہ گناہ ہے ہوشیار ہو جانا اور شیطان کے مقابلہ کی مقدرت ہوتی ہے کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کا احسان نہیں رکھتا بلکہ اپنے بندہ کو اس کے اعمال کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دیتا ہے جب نماز میں کامل تذلل اور خشوع اور خضوع کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں گر جاتا ہے اور وہ تمام تذلل کے طریق جن کو کسی ملک کے باشندوں نے اظہار عبودیت کے لئے تجویز کیا ہے استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اٹھاتا ہے اور جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے خدا تعالیٰ ملائکہ کو فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندہ نے میری پاکیزگی کا اقرار کیا ہے تم اسے پاک کرو اور اس نے میری حمد کی ہے تو اس کی حمد کو دنیا میں پھیلاؤ اور اس نے میرے حضور میں کامل تذلل اور انکسار کا اظہار کیا ہے تم اس کو عزت و رفعت دو

غرض جوں جوں انسان نماز میں پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور حمد اور عظمت کا اقرار کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے اعمال حسنہ کے نتائج کو بوجھل کرتا جاتا ہے اور انسان کا رفع ہوتا جاتا ہے اور چونکہ گناہ نتیجہ ہے مادیت کے تعلق کا جب انسان اس مقام پر اتنا بلند ہو جاتا ہے تو اس کا تعلق مادیت سے کم ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

پھر فرماتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکنا بھی ایک بڑا مقصد ہے مگر نماز میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے یہ اس سے بھی بڑا مقصد ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے اس لئے جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو گے تو وہ بھی تمہیں یاد کرے گا۔ تمہیں اپنے قرب اور الہام سے عزت بخشے گا اور تمہارا اور تمہاری قوم کی اصلاح کے سامان پیدا فرمائیگا

..... مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے روحانیات کو اس طرح مدنظر رکھے کہ ذکر الٰہی اس کی زبان پر جاری ہو اور نمازوں میں اسے شغف اور رغبت ہو ذکر الٰہی کرنا گویا سوچ آن (Switch on) کرنا ہے پھر سوچ آن (switch on) کر دیا جائے تو روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر سوچ آن (switch on) نہ کیا جائے تو پھر اندھیرا ہی رہتا ہے اسی طرح اگر ذکر الٰہی نہ کیا جائے تو طبیعت روشن نہیں ہوتی۔ پس اپنے اندر ذکر الٰہی کی عادت پیدا کرو تا خدا سے تمہارا تعلق بڑھ جائے تمہارے اندر ہمت پیدا ہو جائے تمہاری نظروں میں بڑا تغیر پیدا ہو جائے اور دشمن کے دل میں بھی تمہارا رعب بیٹھ جائے اور دشمن خود بول اٹھے کہ یہ لوگ واقعی روحانیت کے پہنچے ہوئے ہیں (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم تفسیر سورۃ عنکبوت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دعائیں لگا رہے

مکرم محمد انوار الحق صاحب گنج مغل پورہ لاہور

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ
وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ
(البقرہ)

یعنی اے میرے بندو! میرے ذکر میں مشغول رہا کرو۔ میں تمہارا خیال رکھوں گا۔ اور میری ناشکری کبھی نہ کرنا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہنا چاہیئے اور دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے اور سنتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود قرآن کریم میں ہی فرماتا ہے۔

"أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي
وَلْيُؤْمِنُوا بِي"

یعنی میں دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ بشرطیکہ دعا کرنیوالا عاجزی اور انکساری سے دعا کرے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

۱۔ "یاد رکھو دعا جیسی کوئی چیز نہیں اس لیے مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے اور اس استقلال اور صبر کے ساتھ دعا کرے اور اس کو کمال کے درجہ تک پہنچا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا بلکہ

؎ گر نباشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کا جواب دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا اور تمہاری دعا قبول کروں گا۔ حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ جب تک انسان پورے صدق و صفا کے ساتھ، اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد پنجم ص ۵-۶)

۲۔ پھر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے۔ دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص ۱۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"پس دعائیں کرو اور اپنے نفس پر غرور مت کرو۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور سمجھ لو کہ تمہیں جو کچھ برکت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہے"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جماعت کو چاہیئے کہ ذکر الٰہی میں بھی اپنے اوقات خرچ کرے۔ اس کا قلب خدا کا جلوہ گاہ بن جائے۔ اور اس کے انوار کا اس پر نزول شروع ہو جائے۔ جب انسان ذکر الٰہی سے اپنے دل کی کیفیت کو بدل ڈالے۔ تو اس کا وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے جس کے لیے اسے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ پس میں پھر جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ نماز کے علاوہ ذکر الٰہی بھی کرے"

(الفضل ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

؎ غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

سیدنا امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی احباب جماعت کو کثرت سے دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہماری زبانوں سے اس کثرت سے تحمید اور درود شریف نکلنا چاہیئے کہ شیطان کی ہر آواز ان کی لہروں کے نیچے دب جائے"

(الفضل ۱۹ر مارچ ۷۴ء)

گذشتہ جلسہ سالانہ پر حضور نے غلبہ اسلام کے عظیم روحانی منصوبہ کی کامیابی کیلئے احباب جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا ایک خاص روحانی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

۱۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لیے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جایا کرے۔

۲۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لیکر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی دعا غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے

۴۔ تسبیح و تحمید، درود شریف یعنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علی محمد وآل محمد اور اسی طرح استغفار یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ کا ورد روزانہ ۳۳-۳۳ بار کیا جائے۔

۵۔ مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں۔

- رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
- اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ

ان کے علاوہ بھی حضور نے اپنی زبان میں بکثرت دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

○ اے پڑھنے والو! میں آپ سے کہتا ہوں۔ قرآن پڑھنے۔ پڑھانے اور عمل کرنے کے لیے ہے۔

○ پڑھو۔ پڑھاؤ اور پھیلاؤ۔ عمل کرو۔ عمل کراؤ اور عمل کرنے کی ترغیب دو

○ یہی اور یہی ایک ذریعہ اسلام کے دوبارہ احیاء کا ہے۔

○ تم اس کو زندہ کرو۔ وہ تم کو اور تمہاری نسلوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشے گا۔

○ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لیے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں۔

○ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹا لی اور دوسری طرف چلے گئے ہیں۔

○ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔

○ جماعت احمدیہ کو اس کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔

○ ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو

○ جب لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے۔ اس وقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے۔

○ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہیئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف

○ قرآنی تعلیم انسان کو دکھوں اور مصیبتوں سے بچاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی تعلیم کی برکات سے فیضیاب فرمائے۔ آمین

مرسلہ

سردار عبد الحق شاکر واقف زندگی

ضروری تصحیح

اخبار "الفضل" مورخہ ۵ جولائی ۱۹۷۵ء کے صفحہ ۴ پر مضمون "نماز، اہمیت اور اس کے فوائد" کی آخری چند سطریں سہو کتابت سے غلط چھپ گئی ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے:۔

"اگر کوئی اس سے نیکی کرتا ہے تو وہ اس سے بڑھ کر اس کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے۔ کوئی اس کے ساتھ بدی کرتا ہے تو وہ اس سے بڑھ کر اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے یہ ادنیٰ درجہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مومن کو حاصل ہونا چاہیے" احباب تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

تعذیبِ مسلمین

"رسوخِ عزم، قوتِ ارادہ، شدّتِ عمل انسان کے اصلی جوہر ہیں اور داد کے قابل ہیں لیکن انہیں اوصاف کا رُخ جب بدل جاتا ہے تو وہ سخت دلی، بے رحمی، درندہ طبعی اور سفاکی کا مہیب قالب اختیار کر لیتے ہیں۔

اسلام جب آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو ان کے قبیلوں نے اپنے حصارِ حفاظت میں لے لیا تو قریش کا طیش و غضب ہر طرف سے سمٹ کر اُن غریبوں پر ٹوٹا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا۔ ان میں کچھ غلام اور کنیزکیں تھیں کچھ غریب الوطن تھے جو دو ایک پشت سے مکہ میں آ رہے تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قسم کی عظمت و اقتدار نہیں رکھتے تھے۔ قریش نے انکو اس طرح ستانا شروع کیا کہ جور و ستم کی تاریخ میں اسکی مثال پیدا کرنا قریش کی یکتائی کی تحقیر ہے۔

یہ آسان تھا کہ مسلمانوں کے خس و خاشاک سے سرزمینِ عرب دفعۃً پاک کر دی جاتی لیکن قریش کا نشۂ انتقام اس سے اُتر نہیں سکتا تھا۔ مسلمان اگر اپنے مذہب پر ثابت قدم رہ کر پیوند خاک کر دیئے جاتے تو اس میں جس قدر قریش کی تعریف نکلتی اُس سے زیادہ ان بے کسوں کا صبر و استقلال دادِ طلب ہوتا۔ قریش کی شان اس وقت قائم رہ سکتی تھی جب یہ لوگ جادۂ اسلام سے پھر کر پھر قریش کے مذہب میں آ جاتے، یا شاید ان کو مسلمانوں کی سخت جانی کا امتحان لینا اور اسکی داد دینا منظور تھا۔

قریش میں ایسے لوگ بھی تھے جن کا دل واقعی اس حالت پر جلتا تھا کہ انکا مدتوں کا بنا بنایا کارخانہ درہم برہم ہوا جاتا ہے اُن کے آباء و اجداد کی تحقیر کی جاتی ہے۔ قابلِ احترام معبودوں کی عظمت مٹی جاتی ہے۔ یہ لوگ صرف حسرت و افسوس کر کے رہ جاتے اور کہتے تھے کہ چند خام طبعوں کے دماغ میں خلل آ گیا ہے۔ عتبہ، عاص بن وائل وغیرہ اسی قسم کے لوگ تھے۔ لیکن ابو جہل امیہ بن خلف وغیرہ کا معیار اس سے زیادہ بلند تھا۔

بہرحال قریش نے جور و جفا کے عبرت انگیز کارنامے شروع کئے۔ جب ٹھیک دو پہر ہو جاتی تو وہ غریب مسلمانوں کو پکڑتے۔ عرب کی تیز دھوپ ریتلی زمین کو دوپہر کے وقت جلتا توا بنا دیتی ہے وہ ان غریبوں کو اسی توے پر لٹاتے۔ چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے کہ کروٹ نہ بدلنے پائیں۔ بدن پر گرم بالو بچھاتے۔ لوہے کو آگ پر گرم کر کے اُس سے داغتے۔ پانی میں ڈبکیاں دیتے۔ یہ مصیبتیں اگرچہ تمام بے کس مسلمانوں پر عام تھیں لیکن ان میں جن لوگوں پر قریش زیادہ مہربان تھے اُنکے یہ نام ہیں:۔

خبابؓ بن الارت تمیم کے قبیلہ سے تھے۔ جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے اور ام انمار نے خرید لیا تھا۔ یہ اُس زمانہ میں اسلام لائے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم کے گھر میں مقیم تھے اور صرف چھ سات شخص اسلام لا چکے تھے۔ قریش نے انکو طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ ایک دن کوئلے جلا کر زمین پر بچھا دیئے۔ اس پر چت لٹایا۔ ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھے رہا کہ کروٹ بدلنے نہ پائیں۔ یہاں تک کہ کوئلے پیٹھ کے نیچے پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے۔ خبابؓ نے مدتوں کے بعد جب یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے سامنے بیان کیا تو پیٹھ کھول کر دکھائی کہ برص کے داغ کی طرح بالکل سپید تھی (خبابؓ جاہلیت میں لوہاری کا کام کرتے تھے اسلام لائے تو بعض لوگوں کے ذمہ ان کی اجرت بقایا تھی۔ مانگتے تو جواب ملتا جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرو گے ایک کوڑی نہ ملے گی۔ یہ کہتے کہ نہیں جب تک تم مر کر پھر جیو نہیں)

حضرت بلالؓ: یہ وہی حضرت بلالؓ ہیں جو مؤذن کے لقب سے مشہور ہیں۔ حبشی النسل اور امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب ٹھیک دو پہر ہو جاتی تو امیہ ان کو جلتی بالو پر لٹاتا اور پھر پتھر کی چٹان سینہ پر رکھ دیتا کہ جنبش نہ کرنے پائیں۔ ان سے کہتا کہ اسلام سے باز آ ورنہ یوں ہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا لیکن اس وقت بھی ان کی زبان سے "احد" کا لفظ نکلتا۔ جب یہ کسی طرح متزلزل نہ ہوئے تو گلے میں رسّی باندھی اور لونڈوں کے حوالہ کیا، وہ ان کو شہر کے اس سرے سے اُس سرے تک گھسیٹتے پھرتے تھے لیکن اب بھی وہی رٹ تھی احد احد۔

حضرت عمارؓ یمن کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد یاسرؓ مکہ میں آئے۔ ابو حذیفہ مخزومی نے اپنی کنیز سے جس کا نام سُمیّہ تھا شادی کر دی تھی۔ عمارؓ اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ یہ جب اسلام لائے تو ان سے پہلے صرف تین شخص اسلام لا چکے تھے۔ قریش ان کو جلتی ہوئی زمین پر لٹاتے اور اس قدر مارتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔ ان کے والد اور والدہ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا تھا۔

حضرت سُمیّہؓ حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں ان کو ابو جہل نے اسلام لانے کے جرم میں برچھی ماری اور ہلاک ہو گئیں۔

حضرت یاسرؓ حضرت عمارؓ کے والد تھے یہ بھی کافروں کے ہاتھ سے اذیت اٹھاتے اٹھاتے ہلاک ہو گئے۔

حضرت صہیبؓ۔ یہ رومی مشہور ہیں لیکن درحقیقت رومی نہ تھے۔ ان کے والد سنان کسریٰ کی طرف سے اُبلّہ کے حاکم تھے، ان کا خاندان موصل میں آباد تھا۔ ایک دفعہ رومیوں نے اس نواح پر حملہ کیا اور جن لوگوں کو قید کر کے لے گئے ان میں حضرت صہیبؓ بھی تھے۔ یہ روم میں پلے اس لئے عربی زبان اچھی طرح بول نہ سکتے تھے۔ ایک عرب نے ان کو خریدا اور مکہ میں لایا۔ یہاں عبداللہ بن جدعانؓ نے انکو خرید کر کے آزاد کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوتِ اسلام شروع کی تو یہ اور عمار بن یاسرؓ ایک ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے اسلام کی ترغیب دی اور یہ مسلمان ہو گئے۔ قریش ان کو اس قدر اذیت دیتے تھے کہ ان کے حواس مختل ہو جاتے تھے۔ جب انہوں نے مدینہ کو ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے کہا اپنا سارا مال و متاع چھوڑ جاؤ تو جا سکتے ہو۔ انہوں نے نہایت خوشی سے منظور کیا۔ حضرت عمرؓ جب نماز پڑھانے میں زخمی ہوئے تو اپنے بجائے انہی کو امامت دی تھی۔

حضرت ابو فکیہہؓ صفوان بن امیہ کے غلام تھے اور حضرت بلالؓ کے ساتھ اسلام لائے۔ امیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اُن کے پاؤں میں رسّی باندھی اور آدمیوں سے کہا گھسیٹتے ہوئے لیجائیں اور تپتی ہوئی زمین پر لٹائیں۔ ایک "گبریلا" راہ میں جا رہا تھا۔ امیہ نے ان سے کہا "تیرا خدا یہی تو نہیں ہے" انہوں نے کہا "میرا اور تیرا دونوں کا خدا اللہ تعالیٰ ہے"۔ اس پر امیہ نے اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ لوگ سمجھے دم نکل گیا۔ ایک دفعہ ان کے سینہ پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ انکی زبان نکل پڑی۔

حضرت لبینہؓ یہ بیچاری ایک کنیز تھیں۔ حضرت عمرؓ اس بے کس کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے تھے "میں نے تجھ کو رحم کی بناء پر نہیں بلکہ اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں"۔ وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں کہ "اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لے گا"۔

حضرت زنیرہؓ حضرت عمرؓ کے گھرانے کی کنیز تھیں اور اس وجہ سے حضرت عمرؓ (اسلام سے پہلے) ان کو جی کھول کر ستاتے۔ ابو جہل نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کے دفتر فضائل کا یہ پہلا باب ہے کہ انہوں نے ان مظلوموں میں سے اکثروں کی جان بچائی۔ حضرت بلالؓ، عامرؓ بن فہیرہ، لبینہؓ، زنیرہؓ، نہدیہؓ، ام عبیسؓ سب کو بھاری بھاری داموں پر خرید اور آزاد کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو قریش نے نہایت سخت جسمانی اذیتیں پہنچائیں۔ ان سے کم درجہ پر وہ لوگ تھے جن کو طرح طرح سے ستاتے تھے۔

حضرت عثمانؓ جو کبیر السن اور صاحب جاہ و اعزاز تھے جب اسلام لائے تو دوسروں نے نہیں بلکہ خود ان کے چچا نے رسّی سے باندھ کر مارا۔ حضرت ابوذرؓ جو ساتویں مسلمان ہیں جب مسلمان ہوئے اور کعبہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا تو قریش نے مارتے مارتے انکو لٹا دیا۔ حضرت زبیرؓ بن العوام جن کا مسلمان ہونیوالوں میں پانچواں نمبر تھا جب اسلام لائے تو انکے چچا انکو چٹائی میں لپیٹ کر انکی ناک میں دھواں دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے چچازاد بھائی سعیدؓ بن زید جب اسلام لائے تو حضرت عمرؓ نے انکو رسیوں سے باندھ دیا۔

سعدؓ بن وقاص فاتح ایران اگرچہ نہایت معزز اور اپنے قبیلہ میں نہایت مقتدر تھے تاہم کفار کے ستم سے محفوظ نہ تھے۔ بنو اسد اسلام کے جرم پر انکو سزائیں دیتے تھے لیکن یہ تمام مظالم یہ جلّادانہ بے رحمیاں، یہ عبرت خیز سفاکیاں، ایک مسلمان کو بھی راہِ حق سے متزلزل نہ کر سکیں۔ ایک نصرانی مورخ نے نہایت سچ لکھا:۔

"عیسائی اسکو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مسائل نے وہ درجہ نشۂ دینی کا آپ کے پیروؤں میں پیدا کیا جسکو عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب عیسیٰؑ انکو سُولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے۔ ان کا نشۂ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتداء کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برعکس اس کے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبرؐ کے گرد آئے اور آپؐ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کیا۔"

(سیرۃ النبی مصنفہ شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے حصول کیلئے حقیقی دُعا کی ضرورت ہے

مَیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ دُعاؤں کی طرف بہت متوجہ ہوں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۹۔ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں احباب جماعت کو دعائیں کرنے اور دعاؤں پر خاص زور دینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تیسری بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائی ہے یہ ہے کہ جہاں ہمارے دلوں میں عاجزی اور بے کسی اور بے بسی کا احساس ہو اور شدّت کے ساتھ زندہ احساس ہو وہاں ہمیں اس بات پر پختہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک اور سرچشمہ ہے اور کوئی چیز اس کے سہارے کے بغیر قائم نہیں رکھی جاسکتی اور نہ اس کی مدد اور نصرت کے بغیر حاصل کی جاسکتی ہے۔ کمزور تو ہیں ہم لیکن اگر ہمارا زندہ تعلق اپنے ربّ کریم سے پیدا ہو جائے تو ہم محض اس کی مدد اور نصرت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ یہاں ایک اور بات بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے حصول کے لئے حقیقی دعا کی ضرورت ہے۔

ہم دعا کے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو حاصل نہیں کر سکتے اس لئے جو دعا نہیں کرتا وہ اپنے بے نیاز اور غنی خدا سے دُور رہتا ہے۔ جو اس کی پرواہ نہیں کرتا اللہ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ دعا حقیقی ہونی چاہیئے۔ دعا اپنی تمام شرائط کے ساتھ ہونی چاہیئے نیکی دعا ہونی چاہیئے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے مضمون پر بڑی تفصیلی اور گہری بحث کی ہے۔ ایک فلسفی دماغ کو بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے اور ایک عام انسان کو بھی یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (سورۃ فرقان رکوع آخر) کہ جب تک تم دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو پختہ نہیں کروگے اور اس کی قدرت اور طاقت کو جذب نہیں کروگے اس وقت تک اللہ تمہاری مدد نہیں کریگا اور جب اللہ تمہاری مدد نہیں کرے گا تو تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مختصر سی دعا میں ہم پر یہ واضح کیا ہے کہ اگر ہم اپنے مقصد کو پہچانتے ہیں جو یہ ہے کہ حجّتِ اسلام ساری دُنیا پر پوری ہو جائے۔ اگر ہم اپنے نفس کی عاجزی اور بے کسی کا احساس رکھتے ہیں، اگر ہم اپنے رب کی کامل طور پر معرفت رکھتے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں انسان یہ سمجھتا ہے کہ جُوتی کا تسمہ ہو یا تمام دنیا میں حجّتِ اسلام کو پورا کرنا ہو اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر دَم اور ہر آن اپنی بقا اور اپنی جدّوجہد میں کامیابی اور مثمر ثمرات ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قوت اور اس کی طاقت اور اس کی مدد و نصرت کی ضرورت ہے اسلئے آج مَیں پھر اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ دعاؤں کی طرف بہت متوجہ ہوں اور عاجزانہ طور پر اور عاجزی کے اس احساس کو شدّت کے ساتھ اپنے دل میں پیدا کر کے اور سوز و گداز کے ساتھ اور ایک تڑپ کے ساتھ محبّتِ ذاتیہ الٰہیہ کی آگ کے شعلوں میں داخل ہو کر وہ اپنے رب کے حضور پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیار کے پانی سے اس تپشِ محبّت کو ٹھنڈا کردے اور سرورِ محبّت عطا فرمادے۔ ہمارے دِلوں، دماغوں اور رُوح میں سرور پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ وہ مقصد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ہے اور جس کی ذمہ داری آج ہمارے کندھوں پر ہے ہم اس مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جائیں۔"

(الفضل ۱۱ر نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵،۶)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ

اعلانِ داخلہ

گیارھویں جماعت (آرٹس۔ پری میڈیکل۔ پری انجینئرنگ) میں داخلہ کے لئے درخواستیں مجوّزہ فارم پر مع پرووینشل سرٹیفکیٹ۔ کیریکٹر سرٹیفکیٹ۔ رزلٹ کارڈ اور پاسپورٹ سائز تین عدد فوٹو مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۴ء تک کالج کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔

طلباء کا انٹرویو ۱۷ر جولائی سے ۲۱ر جولائی تک صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک ہوگا۔ انٹرویو کے وقت طالب علم کے والد یا سرپرست کا ساتھ آنا لازمی ہوگا۔ فارم داخلہ اور پراسپیکٹس کی کاپی کالج سے ملے گی۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے نتائج نہایت شاندار رہے ہیں۔ امسال انٹرمیڈیٹ کے بائیس ۲۲ طلباء میرٹ سکالرشپ کے مستحق قرار پائے۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

درخواستِ دُعا

(۱) میرے برادرِ نسبتی ڈاکٹر مجید اللہ خان صاحب کا بیٹا عزیزم منیب احمد گزشتہ تین ہفتوں سے متواتر بیمار چلا آرہا ہے اور فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں زیرِ علاج ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو خدا تعالیٰ نے پانچ لڑکیوں کے بعد یہ پہلا بچہ عطا فرمایا ہے اس لئے وہ زیادہ پریشان ہیں۔ قارئینِ الفضل اور بزرگانِ سلسلہ سے عزیزم کی مکمل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار بشارت احمد بشیر۔ ربوہ)

(۲) خاکسار کی والدہ محترمہ طویل عرصے سے بیمار چلی آرہی ہیں آجکل صحت بہت زیادہ خراب ہے۔

احبابِ جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(بشارت اللہ میر۔ خانپور)

امراء و صدر اصحاب جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں گزارش

جماعتہائے احمدیہ پاکستان کے امراء و صدر اصحاب کی خدمت میں گزارش ہے کہ از راہِ کرم چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر وغیرہ بھجوانے کی بجائے کسی دوست کے ذریعہ مرکز میں بھجوادی جائیں تاکہ رقوم جلدی مل جائیں۔ منی آرڈر وغیرہ کے ذریعہ رقم بھجوانے سے وصولی میں دیر ہو جاتی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴